

115502-بوصیری کے "قصیدہ بردہ" کے کفریہ عقائد کا بیان

سوال

میں نے "قصیدہ بردہ" کے بارے میں بہت کچھ سنا ہے، کچھ کہتے ہیں کہ یہ اچھا اور مفید ہے، جبکہ کچھ لوگ اسے شرکیہ کہتے ہیں؛ انکا کہنا ہے کہ اس کے کچھ اشعار میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح سرائی اللہ کی صفات سے کی گئی ہے، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ: کیا یہ واقعی شرک ہے، تاکہ میں اس سے گریز کرو؟

پسندیدہ جواب

اول :

"قصیدہ بردہ" اگر ہم یہ ناکہیں کہ سب سے مشہور ترین نعتیہ قصیدہ ہے لیکن کم از کم یہ ضرور ہے کہ اسکا شمار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کیلئے مشہور قصیدوں میں ہوتا ہے، اسکو "بوصیری" نے ترتیب دیا تھا جسکا نام: محمد بن سعید بن حماد صنعا جی ہے، (پیدائش 608 ہجری اور وفات 696 ہجری) ہے۔

اس کے سبب ورود کے بارے میں کہا گیا ہے کہ: "بوصیری" کو ایک مملک، بیماری لگ گئی تھی، جس کے سامنے تمام حلیے غیر مفید ثابت ہوئے، لیکن بوصیری نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود پڑھا کرتا تھا، تو ایک رات خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے "بوصیری" کو اپنی چادر مبارک سے ڈھانپ لیا، چنانچہ جب "بوصیری" کی آنکھ کھلی اور اپنے بستر سے کھڑا ہوا تو وہ بالکل تندرست تھا، تو اس نے یہ قصیدہ ترتیب دیا، اس واقعے کی حقیقت کے بارے میں اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

دوم :

مذکورہ قصیدہ صریح کفریہ جملوں پر مشتمل ہے، اور اہل سنت والجماعت کے علمائے کرام اس پر مسلسل تنقید، رد، اور اسکی خامیوں کو بیان کرتے آئے ہیں، جس میں انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ قصیدہ عقیدہ اہل سنت والجماعت کے عقائد کے بالکل برخلاف ہے۔

اس قصیدے کے مشہور ترین زیر تنقید مصرعوں میں درج ذیل مصرعے شامل ہیں :

1. یا اکرّم الخلق مالی من ألوذہ ***** سواک عند حدوث الحادث العلم

اے مکرم ترین مخلوق، میرے لئے حوادث زمانہ سے، بچاؤ کیلئے تیرے سوا کوئی نہیں پناہ گاہ نہیں۔

2. ان لم تکن آخذاً یوم المعادی ***** عفواً ولا قتل یا زلة القدم

اگر آپ نے روز قیامت فضل و کرم کرتے ہوئے میری دستگیری نہ کی تو میں یہی کہوں گا: "ہائے میرے قدموں کی لغزش"

3. فان من جودک الدنیا وضرتہا ***** ومن علوک علم اللوح والقلم

بے شک آپ ہی کے وجود سے دنیا اور دنیاوی خوشحالی کی بقا ہے، اور لوح و قلم آپ کے علم کا ایک حصہ ہیں۔

4. دع ما دعتہ النصارى فی نبيهم ***** واحکم بما شئت مدحاً فيه واحکم

عیسائیوں نے جو غلو اپنے نبی کے بارے میں کیا اسے چھوڑ دو اور اسکے بعد جو چاہو اپنے نبی کی شان میں کہتے جاؤ اور پھر جس سے چاہو فیصلہ کروالو۔

5. لو ناسبت قدرہ آیاتہ عظمیٰ ***** أحیا اسمہ حین یدعی دارس الرمم

اگر آپ کو آپ کی شایان شان معجزے دئیے جاتے تو آپ کا نام لینے سے بوسیدہ ہڈیاں بھی قبروں میں زندہ ہو جاتیں۔

6. فإن لی ذمۃ منہ بتسمیتی ***** محمد أو ہو أو فی الخلق بالذمم

میں نے اپنا نام محمد رکھ کر آپ سے ایک عہد و پیمان لے لیا ہے، اور آپ مخلوقات میں سب سے زیادہ عہد و پیمان وفا کرنے والے ہیں۔

سوم :

اہل علم کی ان اشعار پر تنقید اور تردید درج ذیل ہے :

1- شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"ملک" [یعنی دنیا و آخرت کی بادشاہت کے بارے میں] تفصیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان : (مَالِکِ یَوْمِ الدِّینِ) اور ایک قراءت کے مطابق (مَلِکِ یَوْمِ الدِّینِ) ہے، اسکا تمام مفسرین کے ہاں وہی مطلب ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فرمان : (وَمَا أَدْرَاکَ مَا یَوْمُ الدِّینِ. ثُمَّ مَا أَدْرَاکَ مَا یَوْمُ الدِّینِ. یَوْمَ لَا تَمْلِکُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَیْنًا وَالْأَمْرِ یَوْمَئِذٍ لِلَّهِ) اور آپ کو کیا معلوم بدلے کا دن کیا ہے؟ پھر آپ کو کیا معلوم کہ بدلے کا دن کیا ہے؟ اس دن کوئی جان کسی کیلئے کچھ بھی نہیں کر سکے گی، [کیونکہ] اس دن حکم صرف اللہ کا چلے گا۔ الانفطار/17-19 میں بیان کیا ہے۔

چنانچہ جس شخص نے اس آیت کریمہ کی تفسیر کو سمجھ لیا، اسے قیامت کے دن کی بادشاہی کو خاص کرنے کی وجہ سمجھ آ جائے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ تو اس دن اور دیگر تمام ایام کا بادشاہ مطلق ہے، اُسے یہ بات سمجھ آنے لگی کہ یہ اتنا بڑا اور اہم مسئلہ ہے کہ جو کوئی بھی جنت میں گیا اسکی وجہ یہی تھی کہ اس نے اللہ کی روز جزا کے دن بادشاہت مطلق کو سمجھ لیا تھا، اور جو کوئی بھی جہنم واصل ہوگا اسکی وجہ یہ ہوگی کہ اُس نے اللہ کی روز جزا کے دن بادشاہت مطلق کو نہیں سمجھا۔

یہ اتنا عظیم مسئلہ ہے کہ اگر کوئی شخص صرف اسی کو سمجھنے کیلئے بیس سال بھی سفر میں سرگرداں رہے تب بھی اسکا حق ادا نہ ہوگا، مذکورہ بالا روز روشن کی طرح عیاں قرآنی مفہوم ہے جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی کی عکاسی کی اور فرمایا : (اے فاطمہ بنت محمد! میں اللہ کے ہاں تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکوں گا) چنانچہ قصیدہ بردہ کے درج ذیل مصرعوں پر بھی ذرا سا غور کرے :

ولن یضیق رسول اللہ جاکب نبی ***** إذا الحزیم تحلی باسم مفتق

قیامت کے روز جب اللہ کی ذات انتقام لینے والی ہوگی تو میرے لئے [یا] رسول اللہ آپ کا مقام و مرتبہ ضرور فراخ دامنی کا ثبوت دیگا۔

فإن لی ذمۃ منہ بتسمیتی ***** محمد أو ہو أو فی الخلق بالذمم

میں نے اپنا نام محمد رکھ کر آپ سے ایک عہد و پیمان لے لیا ہے، اور آپ مخلوقات میں سب سے زیادہ عہد و پیمان وفا کرنے والے ہیں۔

ان لم تکن فی معادی آخذاً بیدی *****فضلاً ولا قتل یازلہ القدم

اگر آپ نے روز قیامت فضل و کرم کرتے ہوئے میری دستگیری نہ کی تو میں یہی کہوں گا: "ہائے میرے قدموں کی لغزش"

جو شخص اپنی خیر خواہی چاہتا ہے وہ ان اشعار کا معنی غور سے سمجھے کہ یہ کیا ہے!؟ جو لوگ اس قصیدہ کے پیچھے دیوانہ وار لگے ہوئے ہیں ذرا سوچیں، جو عالم ہونے کے دعویدار ہیں، جنہوں نے قرآن سے زیادہ اسکے پڑھنے کو ترجیح دی ہے، کیا ان شعروں کی تصدیق اور اللہ کے فرمان: (اس دن کوئی جان کسی کیلئے کچھ بھی نہیں کر سکے گی، [کیونکہ] اس دن حکم صرف اللہ کا چلے گا) الانفاطار/19 اور فرمان رسالت: (اے فاطمہ بنت محمد! میں اللہ کے ہاں تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکوں گا) پر ایمان ایک دل میں اکٹھے ہو سکتے ہیں؟! نہیں، اللہ کی قسم!، نہیں، اللہ کی قسم!، اللہ کی قسم!، اللہ کی قسم! کبھی نہیں اکٹھے ہو سکتے، ہاں ایسے دل میں اکٹھے ہو سکتے ہیں جو موسیٰ علیہ السلام کو بھی سچا کہے اور فرعون کو بھی سچا مانے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حق پر سمجھے اور ابو جہل کو بھی حق پر جانے، اللہ کی قسم! کبھی بھی دونوں یکساں نہیں ہو سکتے، اور اس وقت تک یہ دونوں جدا جدا رہیں گے جب تک کو اسفید نہیں ہو جاتا۔

چنانچہ جو شخص اس مسئلہ کو، اور قصیدہ بردہ کو اچھی طرح سمجھ لے اور قصیدہ بردہ کے دلدادہ لوگوں کے پہچان لے تو اسے اسلام کی اجنبیت کا اندازہ ہو جائے گا "انتہی

ماخوذ از: "تفسیر سورۃ فاتحہ" از: "مولفات شیخ محمد بن عبد الوہاب" (5/13)

2- شیخ عبد الرحمن بن حسن آل شیخ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"عبد الرحمن بن حسن، اور انکے صاحبزادے عبد اللطیف کی جانب سے عبد الخالق الحنفی کی جانب:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

ہمیں تقریباً دو سال قبل پتا چلا تھا کہ آپ بوصیری کے "قصیدہ بردہ" پر کام کر رہے ہیں، اس میں بالکل واضح لفظوں میں شرک اکبر موجود ہے، مثال کے طور پر:

"یا اکرم المخلق مالی من آلود بہ سواک"۔۔۔ الخ، اس جیسے شعروں میں آخرت کے دن ملنے والے ثواب کا مطالبہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا ہے۔۔۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل ترین نبی ہونے کی وجہ سے یہ لازم نہیں آتا کہ جن امور سے اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام بندوں کو یا چیدہ چیدہ لوگوں کو منع فرمایا ہو ان سے آپ کو استثناء حاصل ہو، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اسی بات کا حکم دیا گیا ہے کہ آپ بھی ان ممنوعہ کاموں سے رک جائیں، اور ان سے اظہار لا تعلقی کا اعلان کریں، جیسے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں سورہ المائدہ کی آخری آیات میں اور فرشتوں کے بارے میں سورہ سبأ میں ہے کہ انہوں نے شرکیہ امور سے اعلان لا تعلقی کیا۔

شعر میں مذکور لفظ "آلود" "اللیاذ" سے ہے جو کہ "العیاذ" ہی کی طرح ہے، جس کا مطلب ہے پناہ حاصل کرنا، فرق یہ ہے کہ "العیاذ" شر سے بچاؤ کیلئے استعمال ہوتا ہے، جبکہ "اللیاذ" نفع حاصل کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے، چنانچہ امام احمد وغیرہ رحمہم اللہ نے اس بات پر اجماع نقل کیا ہے کہ تعوذ یعنی کسی کے شر سے بچاؤ کیلئے پناہ صرف اللہ تعالیٰ، اسمائے حسنی، اور صفات باری تعالیٰ ہی کے ذریعے حاصل کی جاسکتی ہے، لہذا غیر اللہ سے پناہ ماننا شرک ہے، [اللیاذ اور العیاذ] دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

بوصیری کا یہ کہنا کہ: "فان من جودک الدنیا وضررتا" یعنی: "بے شک آپ ہی کے وجود سے دنیا اور دنیاوی خوشحالی کی بقا ہے"، تو یہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بادشاہت مطلق کے منافی ہے، مزید برآں یہ کہ مذکورہ شعر قرآن مجید کی متعدد آیات کے بھی خلاف ہے، جیسے کہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

(لَمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ) ترجمہ: آج کس کی بادشاہت ہے؟ صرف ایک صاحبِ قہر اللہ کیلئے ہے۔

اسی طرح سورہ فاتحہ کی آیت کے بھی منافی ہے :

(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا هَذِهِ السُّبُلَ وَالَّتِي عَلَيْهَا لَكُمْ) ترجمہ : وہی قیامت کے دن کا مالک ہے ۔

ایک اور آیت کے بھی منافی ہے :

(يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ) ترجمہ : اس دن کوئی نفس کسی کیلئے کچھ بھی کرنے کی استطاعت نہیں رکھے گا، اور تمام معاملات کی باگ ڈور اللہ کے قبضے میں ہوگی۔

بوصیری نے اپنے قصیدے میں اور بھی اسی طرح کے اشعار کہے ہیں، جس میں شرک کی بھرمار ہے "انتہی

"رسائل و فتاویٰ شیخ عبدالرحمن بن حسن بن محمد عبدالوہاب" (1/82)

3- شیخ سلیمان بن عبداللہ آل شیخ رحمہ اللہ مذکورہ بالا کچھ اشعار ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں : "غور کیجئے کہ ان اشعار میں کس قدر شرک ہے"

مثال کے طور پر : شاعر نے اپنے لئے حالت تکلیف میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی بھی جائے پناہ کا یکسر انکار کیا ہے، حالانکہ یہ مرتبہ صرف اللہ ہی کیلئے خاص ہے کہ وہ ہی اپنے بندوں کیلئے عالم پناہ ہے، اسکے علاوہ کوئی نہیں۔

دوم : شاعر نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا مانگی ہے، گڑگڑا کر آپ کو پکارا بھی ہے، اپنی تنگی ترشی کا اظہار بھی کیا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مجبور ہو کر دست سوال بھی پھیلایا ہے، جو کہ صرف اور صرف اللہ کے سامنے ہی پھیلا یا جاسکتا ہے، یہی عمل عبادت میں شرک ہے۔

سوم : شاعر نے آپ سے شفاعت کا سوال کیا، اور کہا : "ولن يضيّق رسول اللہ۔۔۔ الخ" حقیقت یہ ہے کہ مشرکین کا بھی اپنے معبودانِ باطلہ کے بارے میں یہی نظریہ تھا، کہ انکا اللہ کے ہاں خوب جاہ و جلال ہے، وہ اللہ کے ہاں شفاعت کر سکتے ہیں، اور یہی شرک ہے، ویسے بھی اللہ کے ہاں جب شفاعت اسکی اجازت کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی، تو پھر غیر اللہ سے مانگنے کا کیا مطلب؟ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی جس سفارش کو چاہے گا سفارش کرنے کی اجازت دیگا کہ وہ سفارش کرے، ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ کوئی اپنی مرضی کے مطابق کسی کی سفارش کرتا پھرے۔

چہارم : شاعر کا کہنا : "فان لی ذمۃ۔۔۔ الخ" یہ تو سراسر اللہ پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان ہے، کیونکہ صرف "محمد" نام رکھنے سے کوئی عہد و پیمان نہیں ہو سکتا، بلکہ عہد و پیمان تو صرف اطاعت گزاروں کو ہی مل سکتا ہے، صرف نام رکھ کر شرک کرتے رہنے سے عہد و پیمان نہیں ملتا۔

یہاں پر کھلا تضاد، اور شرک و الحاد عیاں ہے، کیونکہ شاعر نے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاہ و جلال کی وسعت ذکر کی، اور پھر یہاں آکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا ہے کہ آپ فضل و احسان کرتے ہوئے دستگیری فرمائیں، ورنہ میں تباہ ہو جاؤں گا۔

تو یہاں کہا جاسکتا ہے کہ : آپ کس طرح پہلے شفاعت طلب کرتے ہو، اور پھر بعد میں فضل کرنے کی التماس بھی کرتے ہو!!

اگر اسکے جواب میں آپ کہتے ہو کہ : شفاعت اللہ کی اجازت ہی سے ہوگی۔

تو کہا جائے گا کہ پھر آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کی دعا کیوں کی، اور ان سے کیوں امید لگائے بیٹھے ہو؟ آپ اس ذات سے کیوں شفاعت نہیں مانگتے جو تمام شفاعتوں کا مالک ہے، آسمان و زمین کی بادشاہت اسی کی ہے، جسکی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت ہو ہی نہیں سکتی!! چنانچہ اس بات کی بنا پر تمہارے لئے غیر اللہ سے سفارش مانگنا باطل قرار پائے

اگر تم یہ کہو کہ: میں تو اللہ کے حکم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاہ و جلال اور شفاعت کا طالب ہوں۔

تو کہا جائے گا کہ: آپ کس طرح قیامت کے دن اُن سے دستگیری اور کرم نوازی کی التماس کرتے ہو، حالانکہ یہ بات تو فرمانِ باری تعالیٰ کے بالکل منافی ہے: (وَمَأْدِرَاكُ مَا يَوْمَ الدِّينِ. ثُمَّ مَا دُرِكَ مَا يَوْمَ الدِّينِ. يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا. وَالْأَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ) ترجمہ: "اور آپ کو کیا معلوم بدلے کا دن کیا ہے؟ پھر آپ کو کیا معلوم بدلے کا دن کیا ہے؟ اس دن کوئی نفس کسی کیلئے کچھ بھی نہیں کر سکے گی، اور تمام معاملات کی باگ ڈور اللہ کے ہاتھ میں ہوگی" تو کس طرح ایک انسان کے دل میں دو متضاد چیزوں [اللہ تعالیٰ کی قیامت کے دن بادشاہتِ مطلق، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دستگیری کی امید] پر ایمان یکجا ہو سکتا ہے؟!

اور اگر آپ کہو کہ: میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دستگیری کا سوال کیا ہے، اور اس بات کی امید ظاہر کی ہے کہ اپنے جاہ و جلال اور شفاعت کے ذریعے مجھ پر احسان کریں۔

تو کہا جائے گا کہ: معاملہ پھر دوبارہ غیر اللہ سے شفاعت طلب کرنے کا آجائے گا، جو کہ خالص شرک ہے۔

پہنچم: ان اشعار میں دنیا اور آخرت کی مصیبتوں کے بارے میں مخلوق پر اعتماد اور اللہ عز و جل سے اعلانِ لا تعلقی بھی ہے، جو کسی مؤمن سے پوشیدہ نہیں، یہ اشعار سورہ فاتحہ کی آیت:

(إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ) ترجمہ: ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔

سورہ توبہ کی آیت:

﴿إِن تَوَلَّوْاْ هَٰؤُلَاءِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ﴾۔ اگر وہ بات ماننے سے پھر جائیں تو آپ کہ دیں: مجھے اللہ ہی کافی ہے، اسکے علاوہ کوئی معبود نہیں، اسی پر میں توکل کرتا ہوں، اور عرشِ عظیم کا رب ہے۔ (129) سورہ التوبہ۔

سورہ فرقان کی آیت:

﴿وَتَوَكَّلْ عَلَىٰ النَّجِيِّ الَّذِي لَا يُؤْمِنُ بِالْحَيَاةِ الْآخِرَةِ وَكَفَىٰ بِهِ ذُنُوبًا عِندَ رَبِّهِ﴾۔ اور آپ اس ذات پر بھروسہ رکھیں جو ہمیشہ زندہ رہے گی اور اسے کبھی موت نہیں آئے گی (58) سورہ الفرقان

سورہ جن کی آیات:

(قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا [21] قُلْ إِنِّي لَنْ يُخْرِجَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا [22] إِلَّا بَلَاغًا مِّنَ اللَّهِ وَرِسَالَةً) آپ فرمادیں کہ: میں تمہارے لئے کسی نفع نقصان کا مالک نہیں ہوں [21] آپ یہ بھی کہہ دیں کہ: مجھے کوئی بھی اللہ سے نہیں پھڑاسکتا، اور نہ ہی مجھے اسکے علاوہ کوئی جانے پناہ مل سکتی ہے، [22] میں تو صرف اللہ کا حکم اور اس کا پیغام ہی تم تک پہنچا سکتا ہوں۔ (21-23) سورہ الجن

اور اگر کوئی کہتا ہے کہ: شاعر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں مانگا، بلکہ شاعر نے یہ بتلانے کی کوشش کی ہے کہ اگر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا حقدار نہ ٹھہرا تو شاعر برباد ہو جائے گا۔

تو اسکے جواب میں کہا جائے گا کہ: اس شعر میں اصل مقصود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنا ہی ہے، شاعر نے آپ سے فضل مانگا ہے، جیسے کہ شاعر نے ابتدا ہی میں آپ سے مانگا، اور یہ بھی بتلایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا اس کا کوئی پناہ کا ذریعہ نہیں ہے، پھر آگے چل کر اس نے صراحت کیساتھ شرط اور دعائیہ الفاظ کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل،

اور احسان کا مطالبہ کیا ہے۔

اور سوال جس طرح مطالبے کے ذریعے ہوتا ہے، اسی طرح شرطیہ الفاظ کے ساتھ بھی سوال کیا جاتا ہے، مثال کے طور پر نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی: (وَالَا تَغْفِرَ لِي وَتَرْحَمَنِي أَكُنْ مِنَ الْخَاسِرِينَ) ترجمہ: اور اگر تو نے مجھے معاف نہ کیا اور رحم نہ کیا تو میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔ ہود/47 یعنی، اے اللہ توں مجھ پر رحم فرما، اور مجھے معاف بھی کر دے! انتہی۔

4- شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ سے پوچھا گیا:

"میں نے ایک حدیث پڑھی ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ حدیث کے الفاظ یہ ہیں: (جس کا نام محمد ہو تو اسے نہ تو مارو، اور نہ ہی گالی دو)"

تو انہوں نے جواب دیا: "یہ حدیث من گھڑت ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمت ہے، سنت مطہرہ کے خزانے میں اسکا کوئی وجود نہیں، بالکل اسی طرح یہ حدیث بھی ہے: (جس نے محمد نام رکھا، تو اسکے لئے محمد [صلی اللہ علیہ وسلم] کی طرف سے عہد و پیمان ہے، اور عین ممکن ہے کہ وہ اپنا نام محمد رکھنے کی وجہ سے جنت میں داخل ہو جائے) [!] ایسے ہی یہ حدیث بھی جھوٹی ہے کہ: (جس شخص کا نام محمد ہوگا تو اسے اپنے گھر میں بہت کچھ ملے گا) ان تمام روایات کی صحت کیلئے کوئی بنیاد ہی نہیں ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ اصل اعتبار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر نام رکھنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، کتنے ہی لوگ ہم دیکھتے ہیں جسکا نام تو محمد ہوگا، لیکن وہ بڑا ہی خبیث انسان ہوتا ہے، کیونکہ اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع نہیں کی، آپ کی شریعت کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کیا، چنانچہ نام کی وجہ سے لوگوں میں پاکیزگی نہیں آتی، بلکہ ان کے اچھے اعمال اور خوف الہی انہیں پاکیزہ بناتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اگر کسی کافر نے احمد، محمد یا ابوالقاسم نام رکھ لیا، تو اسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا، اس لئے انسان کیلئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے اور اللہ کی اطاعت کرے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جو شریعت دیکر بھیجا ہے، اس پر قائم رہے، تو اسکو کوئی فائدہ ہوگا، کیونکہ یہی نجات کا راستہ ہے، لہذا صرف نام رکھ کر شریعت پر عمل سے خالی رہنا جزا و سزا کا موجب نہیں ہے۔

اور بوصیری نے اپنے قصیدہ بردہ میں یہی غلطی کی ہے کہ:

فَانِ لِي ذِمَّةٌ مِنْهُ بِتَسْمِيَّتِي... مُحَمَّدًا وَهُوَ اَوْفَى الْخَلْقِ بِالذِّمَمِ

میں نے اپنا نام محمد رکھ کر آپ سے ایک عہد و پیمان لے لیا ہے، اور آپ مخلوقات میں سب سے زیادہ عہد و پیمان وفا کرنے والے ہیں۔

اور اس سے بڑھ کر غلطی اپنے ان مصرعوں میں کی جیسے کہ اس نے کہا:

يَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِي مَنْ اَلُوْذُ بِهِ ***** سَوَاكَ عِنْدَ حَدُوْثِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اے مکرم ترین مخلوق، میرے لئے عام حوادث سے بچاؤ کیلئے تیرے سوا کوئی نہیں پناہ گاہ نہیں۔

اِنْ لَمْ تَكُنْ آخِذًا يَوْمَ الْمَعَادِ يَوْمَ ***** عَضُوْا وَاِلَّا قُتِلَ يَازِلَّةَ الْقَدَمِ

اگر آپ نے روز قیامت فضل و کرم کرتے ہوئے میری دستگیری نہ کی تو میں یہی کہوں گا ہائے میرے قدموں کی لغزش۔

فَانِ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتْهَا ***** وَمِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمُ اللُّوْحِ وَالْقَلَمِ

بے شک آپ ہی کے وجود سے دنیا اور دنیاوی خوشحالی کی بقا ہے، اور لوح و قلم آپ کے علم کا ایک حصہ ہیں۔

چنانچہ اس بپارے نے آخرت کے دن میں بھی اللہ کو چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ کا ذریعہ بنایا، اور اللہ تعالیٰ کو بھول گیا، اور کہہ دیا کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی دستگیری نہ فرمائی تو وہ تباہ ہو جائے گا، حالانکہ اللہ نفع و نقصان، اور لینے دینے کا مالک ہے، وہ اپنے اولیائے کرام، اور اطاعت گزار لوگوں کو نجات دیتا ہے، لیکن بوصیری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا و آخرت کا مالک اور عالم غیب بنانے کے ساتھ ساتھ دنیا و آخرت کو آپکی سخاوت کا حصہ قرار دیا، یہ بھی کہہ دیا کہ لوح و قلم میں موجود علم آپ کے وسیع علوم کا حصہ ہے، اور یہی صریح کفر ہے، بوصیری نے اتنا غلو کیا ہے کہ اس سے بڑھ کر غلو نہیں ہو سکتا، اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی حفظ و امان میں رکھے "انتہی

"فتاویٰ الشیخ ابن باز" (371، 370/6)

اس قصیدے کے بارے میں علمائے کرام کے بہت زیادہ اقوال موجود ہیں، اسی طرح دیگر اور بھی متعدد قابل تنقید مصرعے ہیں، لیکن ہم نے چند ایک کا ذکر کیا ہے، جو کہ اس قصیدے سے متنبہ کرنے کیلئے کافی ہیں، کیونکہ اس میں واضح طور پر غلو، کفر، اور زندیقی نظریات ہیں۔

اس قصیدے پر مزید تنقید کیلئے کتاب: "العقيدة السلفية في مسيرتها التاريخية" عبد الرحمن مغراوي کی کتاب سے "القسم الخامس" (ص 139-154) کا مطالعہ کریں، اور اسی طرح علمی مقالہ "قوادح عقديّة في بردة البوصيري" از عبد العزيز بن محمد آل عبد اللطيف مندرجہ ذیل ربط سے حاصل کریں:

<http://www.saaaid.net/arabic/ar20.htm>

واللہ اعلم.